

ربعت الإسلام دينا ولم أحسر الإيمان بالمسيح عليه السلام
لأنني مع أنبياء الله تعالى

میں نے اسلام کو ایک دین کے طور پر حاصل کیا
بغیر اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا خدا
تعالیٰ کے کسی نبی پر ایمان کو کھو دوں۔

“(اے نبی! کہہ دو) اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو
ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی
عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں...”
(القرآن 3:64)

تیار کردہ:
محمد السید محمد

میں نے اسلام کو ایک دین کے طور پر حاصل کیا
بغیر اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا خدا
تعالیٰ کے کسی نبی پر ایمان کو کھو دوں۔

“(اے نبی! کہہ دو) اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو
ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی
عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں...”
(القرآن 3:64)

تیار کردہ:
محمد السید محمد

[کتاب سے: "اسلام کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کیوں؟"]

[From the Book: Why Believe in the Prophet of Islam, Muhammad (peace be upon him)?]

جس عنوان پر ہم گفتگو کر رہے ہیں [میں نے اسلام کو ایک دین کے طور پر حاصل کیا بغیر اس کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی نبی پر ایمان کو کھو دوں]، اس کی بنیاد پر سوال یہ ہے:

- اسلام کیونکر ایک فائدہ اور فتح ہے؟ اور میں عیسیٰ مسیح، علیہ السلام، یا کسی بھی پیغمبر پر ایمان کو کیسے نہیں کھو سکتا؟

سب سے پہلے ضروری ہے کہ ذاتی خواہشات اور تعصبات سے آزاد ہو کر معاملے کو عقلی اور منطقی ذہن کے ساتھ دیکھا جائے، جیسا کہ صحت مند عقلیں متفق ہیں، اور اس نعمتِ فکر کو استعمال کیا جائے جو اللہ (خدا) نے انسانوں کو عطا کی ہے، خاص طور پر اس وقت جب بات ایمان کی ہو خدا پر، خالق پر، بلند و برتر پر، اور اس عقیدہ پر جس کے بارے میں بندہ اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ یہ اس بات کو لازم کرتا ہے کہ انسان حق اور باطل کے درمیان فرق کر سکے اور اپنی فطرت کے مطابق صحیح ایمان کو اختیار کرے جو خدا کی عظمت کے لائق ہو۔

انسان اسلام کو پانے کا احساس کرے گا اور اسے دیکھے گا جب وہ اس کے سچ ہونے کی دلیلوں اور اس کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی صداقت کے ثبوتوں کو مشاہدہ کرے گا، جو اس دین کے داعی بنا کر بھیجے گئے۔ پھر وہ انسان اللہ کی حمد کرے گا کہ اس نے اسے اسلام کی نعمت کی طرف ہدایت دی، بعد اس کے کہ اسے اسلام کی صداقت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہچاننے کی توفیق بخشی۔

■ مختصراً، ان دلائل اور ثبوتوں میں سے بعض یہ ہیں:

اولاً: نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قوم میں کم سنی ہی سے اپنی اعلیٰ اخلاقی صفات کے لیے مشہور تھے۔ یہ صفات واضح طور پر اللہ کی حکمت کو ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو نبوت کے لئے منتخب فرمایا۔ ان صفات کے سر فہرست آپ کی سچائی اور امانت داری تھی۔ یہ ناقابلِ تصور ہے کہ ایک ایسا شخص جو اپنی سچائی اور امانت داری کے سبب مشہور ہو اور ان اوصاف کی وجہ سے لقب دیا گیا ہو، وہ سچائی کو ترک کرے اور اپنی قوم سے جھوٹ بولے، چہ جائیکہ خدا پر جھوٹ باندھے کہ وہ نبی اور رسول ہے۔

ثانیاً: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ فطرتِ سلیمہ اور عقلِ صحیح کے مطابق ہے۔ اس میں شامل ہے:

- اللہ کے وجود پر ایمان لانے کی دعوت، الوہیت میں اس کی وحدانیت، اس کی بزرگی اور اس کی قدرت کی عظمت۔
- دعا اور عبادت کو اللہ کے سوا کسی کی طرف نہ پھیرنا (نہ انسان، نہ پتھر، نہ جانور، نہ درخت...)

- اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا اور نہ ہی کسی سے امید رکھنا۔

جیسا کہ کوئی شخص سوچتا ہے: ”مجھے کس نے پیدا کیا اور یہ سب مخلوقات کس نے پیدا کیں؟“

تو عقلی جواب یہ ہے کہ جس نے یہ سب مخلوقات پیدا کی ہیں اور انہیں وجود بخشا ہے، وہ یقیناً ایک زبردست اور عظیم خدا ہے جو عدم سے وجود میں لانے پر قادر ہے (کیونکہ یہ غیر منطقی ہے کہ کوئی چیز خود ہی عدم سے کسی چیز کو وجود میں لے لے)۔

اور جب وہ پوچھتا ہے: ”اس خدا کو کس نے پیدا کیا اور وجود بخشا؟“ اگر جواب یہ ہو: ”یقیناً، وہ بھی کوئی دوسرا خدا ہوگا جو قدرت اور عظمت سے

متصف ہے،“ تو یہ سوال بار بار دہرانا پڑے گا اور ہر بار یہی جواب دینا پڑے گا۔ لہذا اس سوال کا منطقی جواب یہ ہے کہ اس خالق خدا کا کوئی خالق اور موجد نہیں، جو مطلق قدرت رکھتا ہے کہ مخلوقات کو عدم سے وجود میں لاتا ہے۔ اور صرف وہی اس صلاحیت کا مالک ہے۔ پس وہی حقیقی خدا ہے، واحد، یکتا، اور صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔

مزید برآں، یہ اللہ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ کسی مخلوق انسان میں حلول کرے جو سوتا ہے، پیشاب کرتا ہے اور قضائے حاجت کرتا ہے۔ اسی طرح یہ بات جانوروں (جیسے گائے وغیرہ) کے بارے میں بھی درست ہے، کیونکہ سب کا انجام موت ہے اور ان کا گوشت سڑ کر بدبو دار لاش میں بدل جاتا ہے۔

﴿برائے کرم رجوع کریں کتاب:﴾

”ایک ہندو اور ایک مسلمان کے درمیان خاموش مکالمہ“

”A Quiet Dialogue between a Hindu and a Muslim“.

• اس بات کی دعوت کہ اللہ تعالیٰ کو مجسموں یا کسی اور شکل میں پیش کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ وہ ہر اُس تصویر سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے جسے انسان اپنے خیالات کے مطابق تصور یا تخلیق کر سکتے ہیں۔

﴿برائے کرم رجوع کریں کتاب:﴾

”ایک بدھ مت کے پیرو اور ایک مسلمان کے درمیان پُر امن مکالمہ“

”A Peaceful Dialogue Between a Buddhist and a Muslim“.

• اللہ کی ایسی دعوت کہ اسے اولاد کی ضرورت سے پاک سمجھا جائے، کیونکہ وہ ایک ہے، کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ لہذا اسے کسی کو پیدا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کیا چیز اسے دو، تین یا اس سے زیادہ اولاد رکھنے سے روک دیتی؟ کیا یہ ان کو الوہیت کے ساتھ متصف کرنے کی طرف نہ لے جاتا؟ اور اس طرح یہ متعدد خداؤں کی عبادت اور پکار کی طرف رخ نہ کرتا؟

• اللہ کو ان منفی اوصاف سے پاک ماننے کی دعوت جو دوسری اعتقادات میں اس کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، مثلاً:

○ یہودی اور عیسائی عقیدہ کہ اللہ انسان کی تخلیق پر پشیمان اور نادم ہوا، جیسا کہ ”پیدائش“ 6:6 میں مذکور ہے [عیسائی بائبل میں یہودی صحیفے اس کے دو حصوں میں سے ایک ہیں، جنہیں ”عہدِ عتیق“ کہا جاتا ہے]۔ حالانکہ پشیمانی اور ندامت صرف اس وقت ہوتی ہے جب کسی کام کے نتائج کا علم نہ ہو۔

○ یہودی اور عیسائی عقیدہ کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد آرام کیا، جیسا کہ ”خروج“ 31:17 میں مذکور ہے، اور اپنی توانائی واپس حاصل کی (انگریزی ترجمہ کے مطابق)۔ حالانکہ آرام اور توانائی کی بحالی تھکن اور مشقت کے نتیجے میں ہوتی ہے۔

﴿براہِ کرم رجوع کریں کتاب:﴾

”اسلام، عیسائیت، یہودیت کا تقابلی مطالعہ اور ان کے درمیان انتخاب“

”A Comparison Between Islam, Christianity, Judaism, and The Choice Between Them“.

• اللہ کو نسلی امتیاز سے پاک ماننے کی دعوت، اور یہ کہ وہ جیسا کہ یہودیت دعویٰ کرتی ہے، کسی خاص فرد یا گروہ کا خدا نہیں۔ جس طرح انسان اپنی فطرت میں اس نسلی تعصب کو ناپسند کرتا ہے جسے اللہ نے اس میں رکھا ہے، تو یہ اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ اسے خود اس صفت کے ساتھ متصف کیا جائے۔

• اللہ کی صفات کی عظمت، کمال اور حسن پر ایمان لانے کی دعوت، جو اس کی لامحدود قدرت، کامل حکمت اور ہمہ گیر علم پر زور دیتی ہے۔

• آسمانی کتابوں، انبیاء اور فرشتوں پر ایمان لانے کی دعوت۔ اس معاملے میں مشین اور انسان کے درمیان ایک مشابہت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح ایک مشین، جو اپنے پیچیدہ اجزاء پر مشتمل ہوتی ہے، اپنے بنانے والے کی طرف سے ایک ہدایاتی کتابچے (Instruction Manual) کی محتاج ہوتی ہے تاکہ وہ (مشین کا خالق) اُس کے استعمال اور چلانے کا طریقہ واضح کر سکے اور اُسے خراب ہونے سے بچایا جا سکے (جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے خالق کو تسلیم کیا جائے)، اسی طرح انسان کو بھی، جو کسی بھی مشین سے کہیں زیادہ پیچیدہ ہے، ایک راہنما کتاب اور ہدایت کی ضرورت ہے، جو اُس کے کردار کو واضح کرے اور اُس کے خالق کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق اُس کی زندگی کو منظم کرنے کا ذریعہ بنے۔ یہ ہدایت اللہ کے پیغمبروں کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے، جنہیں اُس نے جُنا ہے تاکہ وہ اُس فرشتے کے ذریعے اُس کی وحی کو پہنچائیں جو اللہ کے احکامات اور تعلیمات کی صورت میں وحی لانے پر مامور ہے۔

• اللہ کے انبیاء اور رسولوں کے مقام اور مرتبے کو بلند کرنے اور انہیں ان افعال سے بری ٹھہرانے کی دعوت جو دوسری اعتقادات میں ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں اور جو کسی نیک انسان کی شان کے لائق نہیں، چہ جائیکہ نبی کی۔ مثال کے طور پر:

○ یہودیوں اور عیسائیوں کا حضرت ہارون علیہ السلام پر الزام کہ انہوں نے بچھڑے کی شکل کا بت پوجا، بلکہ اس کے لئے ایک معبد بنایا اور بنی اسرائیل کو اس کی عبادت کرنے کا حکم دیا (خروج: 32)۔

○ ان کا حضرت لوط علیہ السلام پر الزام کہ انہوں نے شراب پی اور اپنی دو بیٹیوں سے ہمبستری کی اور ان سے اولاد پیدا کی (پیدائش: 19)۔

اللہ کی طرف سے چُنے گئے سفیروں پر تنقید کرنا، جو اُس کی تخلیق اور اُس کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہیں اور اُس کا پیغام پہنچانے والے ہیں، درحقیقت اللہ کے چناؤ پر اعتراض کرنا ہے اور اُسے غیب سے بے خبر اور حکمت سے خالی قرار دینا ہے کیونکہ اُس نے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جو رہنمائی کے چراغ ہونے کے باوجود غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ٹھہرائے گئے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے: اگر پیغمبر اور رسول خود ایسی بداخلاقیوں سے نہ بچ پائے جو اُن سے منسوب کی جاتی ہیں، تو کیا اُن پیغمبروں اور رسولوں کے پیروکار ان سے محفوظ رہ پائیں گے؟ یہ بداخلاقیوں میں مبتلا ہونے اور اُن کے پھیلاؤ کا بہانہ بن سکتا ہے۔

• روزِ قیامت پر ایمان لانے کی دعوت، جب مخلوقات کو اُن کی موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور پھر اُن کا حساب لیا جائے گا۔

ایمان اور نیک اعمال کے لیے عظیم اجر ہوگا (ایک ابدی، پرسکون زندگی کی صورت میں)، اور سخت سزا ہوگی (ایک بدحالی کی زندگی کی صورت میں) کفر اور برائی کے لیے۔

• صالح شریعت اور بلند تعلیمات پر ایمان لانے اور پچھلے مذاہب کے عقائد میں ہونے والی تحریفات کی اصلاح کی دعوت۔ اس کی ایک مثال یہ ہے:

- عورتوں کے بارے میں:

یہودیت اور عیسائیت حضرت حوا (زوجہ حضرت آدم علیہما السلام) کو آدم علیہ السلام کی نافرمانی کا سبب قرار دیتی ہیں، کہ انہوں نے اپنے رب کے حکم کے خلاف ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر انہیں اکسایا (پیدائش 3:12)، اور اس کے نتیجے میں خدا نے انہیں اور ان کی اولاد کو حمل اور ولادت کی تکالیف کا عذاب دیا (پیدائش 3:16)۔ جبکہ قرآن کریم نے وضاحت کی کہ آدم علیہ السلام کی نافرمانی شیطان کے بہکانے کی وجہ سے تھی، نہ کہ ان کی بیوی حوا کی وجہ سے [سورہ الاعراف: 19]۔

[22] اور [سورہ طہ: 120-122] میں ہے، اس طرح پچھلے مذاہب کے اُس عقیدے سے خواتین کے لیے حقارت کو ختم کر دیا گیا۔ اسلام خواتین کی عزت اور احترام کے لیے آیا ہے، زندگی کے تمام مراحل میں۔ اس کی ایک مثال پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمان ہے: **”عورتوں کے ساتھ نرمی برتو“** [صحیح بخاری]، اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ قول ہے: **”جس شخص کی کوئی بیٹی ہو، وہ اُسے زندہ درگور نہ کرے، نہ ہی اُس کی تذلیل کرے، اور نہ ہی اپنے بیٹے کو اُس پر فضیلت دے، تو اللہ اُس کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل کرے گا“** [مسند احمد]۔

جنگوں کے بارے میں: جہاں یہودیت اور عیسائیت جنگوں کے بہت سے قصے بیان کرتے ہیں جن میں بچوں، خواتین، بوڑھوں اور مردوں سمیت سب کو قتل کرنے اور تباہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسا کہ (یشوع / Joshua 6:21) اور دیگر میں ہے، جو قتل کی موجودہ پیاس اور قتل عام اور نسل کشی سے بے حسی (جیسا کہ فلسطین میں ہو رہا ہے) کی وضاحت کرتا ہے، وہیں ہمیں اسلام کا جنگوں میں تحمل اور رواداری نظر آتی ہے، جہاں غداری اور بچوں، خواتین، بوڑھوں اور غیر جنگجوؤں کے قتل کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس کی مثال پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمان ہے: **”بچے، عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کرو“** [سنن البیہقی]، اور اسلام کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں سے لڑنے والے جنگی قیدیوں کے ساتھ نرمی برتی جائے اور انہیں ایذا نہ دی جائے۔

براہ کرم کتاب کا مطالعہ کریں:

”اسلام کی تعلیمات اور وہ کس طرح ماضی اور حال کے مسائل کو حل کرتی ہیں۔“
”Islam's Teachings and How They Solve Past and Current Problems“.

تیسرا: وہ معجزات اور غیر معمولی واقعات جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعے سر انجام دیے تاکہ وہ اللہ کی حمایت کی گواہی بنیں۔ یہ دو اقسام میں تقسیم کیے جاتے ہیں:

● **حسی معجزات:**

○ جیسے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا، جس نے کئی مواقع پر مومنین کو پیاس سے ہلاک ہونے سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

● **غیر حسی (غیر جسمانی) معجزات:**

○ آپ کی دعاؤں کا قبول ہونا، جیسے کہ آپ کی بارش کے لیے دعا۔
 ○ پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت سے غیب کے امور کی پیش گوئی کی: جیسے کہ آپ نے مستقبل میں مصر، قسطنطنیہ اور بیت المقدس کی فتح اور اُن کے دائرہ اختیار میں وسعت کی پیش گوئی کی۔ آپ نے فلسطین میں عسقلان کی فتح اور اُس کے غزہ سے الحاق کی بھی پیش گوئی کی (جو تاریخی طور پر غزہ عسقلان کے نام سے جانا جاتا تھا)، اپنے اس فرمان کے ذریعے: **”تمہارے جہاد میں سب سے بہترین سرحدوں کی حفاظت ہے، اور اُس میں سب سے بہترین (سرحد) عسقلان ہے“** [سلسلہ صحیحہ للألبانی]۔ یہ فرمان لطیف انداز میں اشارہ کرتا ہے کہ حدیث میں مذکور یہ جگہ مستقبل میں عظیم جہاد کا مقام بنے گی، جس کے لیے معزز مجاہدین کی طرف سے اللہ کی راہ میں ثابت قدمی اور دفاع کے ذریعے بہت زیادہ صبر کی ضرورت ہوگی۔ آپ نے جس چیز کی بھی پیش گوئی کی، وہ سچ ثابت ہوئی۔

○ پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے 1400 سال سے زیادہ عرصہ پہلے بہت سے سائنسی غیبی حقائق کی پیش گوئی کی، اور پھر جدید سائنس نے آپ کی بات کی سچائی اور درستگی کو دریافت کیا۔ اس کی ایک مثال آپ کا یہ فرمان ہے: **”جب“**

قطرے (مٹی) پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں، تو اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے، جو اُسے شکل دیتا ہے اور اُس کی سماعت، بصارت، جلد، گوشت اور ہڈیاں تخلیق کرتا ہے۔ [صحیح مسلم]۔ جدید سائنس نے یہ دریافت کیا ہے کہ ساتویں ہفتے کے آغاز پر، خاص طور پر فرٹیلائزیشن (تولید) کی تاریخ سے 43 ویں دن سے، جنین (Embryo) کے ہڈیوں کا ڈھانچہ پھیلنا شروع ہو جاتا ہے، اور انسانی شکل نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہے، جو پیغمبر کے فرمان کی تصدیق کرتی ہے۔

• قرآن کا معجزہ (وہ سب سے بڑا معجزہ جو قیامت تک باقی رہے گا):

○ اِس کے منفرد انداز کے ساتھ، جسے فصیح و بلیغ عرب بھی اُس کی سب سے چھوٹی سورۃ کی طرح ایک سورۃ بھی پیش نہ کر سکے۔
○ قرآن پاک نے بہت سے غیبی امور (ماضی، حال، اور مستقبل) کا ذکر کیا، بشمول بے شمار سائنسی حقائق جنہیں 1,400 سال پہلے کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ بعد میں، جدید سائنس نے اکر اُس کی بتائی ہوئی سچائی اور درستگی کو دریافت کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف سائنسی شعبوں کے بہت سے علماء نے اسلام قبول کیا ہے، [اُن علماء میں سے ایک جنہوں نے قرآن میں موجود فلکیاتی حقائق کے لیے اپنی گہری تحسین کا اظہار کیا ہے، پروفیسر یوشیہائڈ کوزائی - ڈائریکٹر ٹوکیو آبزرویٹری، جاپان ہیں]۔

○ اِس کی ایک مثال اِس بات کا اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کو مسلسل وسعت دیتا رہے گا، جیسا کہ اُس کے اِس فرمان میں ہے: ”اور آسمان کو ہم نے اپنے زور سے بنایا ہے اور بیشک ہم وسعت دینے والے ہیں“ [الذاریات: 47]۔ یہ بات سائنسی طور پر اِس جدید دور تک دریافت نہیں ہوئی تھی۔ قرآن پاک کے الفاظ اور علم و فکر کی دعوت کس قدر درست ہیں!

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات میں سے جو پہلی وحی نازل فرمائی، وہ اُس کا یہ فرمان تھا: ”پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا“ [العلق: 1]۔

○ پڑھنا ہی علم اور فہم کا راستہ ہے، اور اِس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

﴿برہ کرم کتاب کا مطالعہ کریں﴾

”اسلام اور جدید سائنس کی دریافتیں بحیثیت ثبوت اور دلائل نبوت و رسالت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔“

”Islam and the Discoveries of Modern Science as the evidence and proofs of the prophethood and messengership of Muhammad (peace be upon him)“.

■ منطقی نوٹ:

جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ایک منصفانہ معیار ہے جسے مختلف سطح کے تمام اذہان کسی بھی پیغمبر یا رسول کی صداقت اور یوں اُس کی دعوت اور پیغام کی سچائی کو پہچاننے کے لیے سمجھ سکتے ہیں۔

اگر کسی یہودی یا عیسائی سے پوچھا جائے کہ: آپ نے کسی خاص پیغمبر کی نبوت پر کیوں یقین کیا جبکہ آپ نے اُس کے کسی معجزے کا مشاہدہ نہیں کیا؟ تو جواب یہ ہوگا: کیونکہ اُس کے معجزات کو روایت کرنے والوں کی مسلسل گواہیاں موجود ہیں۔

✓ یہ جواب منطقی طور پر پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کی طرف لے جائے گا، کیونکہ آپ کے معجزات کو روایت کرنے والوں کی مسلسل گواہیاں کسی بھی دوسرے پیغمبر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں۔

■ مندرجہ بالا کے علاوہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، جسے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے، ان کی دعوت کی سچائی کو نمایاں کرتی ہے:

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل حرص کہ وہ خود پہلے ان باتوں پر عمل کریں جن کی طرف بلائے تھے، خواہ وہ عبادات کی راہنمائی ہو، بلند تعلیمات ہوں یا اعلیٰ اخلاق۔ ساتھ ہی اس دنیا کی ناپائیداری کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت گزاری اور زہد نمایاں تھی۔

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کی جانب سے پیش کی جانے والی تمام پیشکشوں کو رد کر دیا، خواہ وہ دولت ہو، بادشاہت، عزت یا ان کی معزز ترین بیٹیوں سے نکاح کی پیشکش۔ شرط یہ تھی کہ آپ اپنی دعوت چھوڑ دیں (یعنی اللہ کی وحدانیت، خالص عبادت، بت پرستی سے اجتناب، نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا)۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا اور اپنی دعوت کی خاطر سخت ترین اذیتیں برداشت کیں، جن میں ظلم، دشمنی، ایذا رسانی اور آخر کار آپ کے خلاف جنگیں بھی شامل تھیں۔

3- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرص کہ اپنی امت اور صحابہ کرام کو تعلیم دیں کہ آپ کی تعریف میں غلو نہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھ کو میری تعریف میں اس طرح حد سے نہ بڑھاؤ جیسے عیسائیوں نے مریم کے بیٹے کی تعریف میں حد سے بڑھا دیا۔ میں تو صرف ایک بندہ ہوں، لہذا یوں کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول" [صحیح بخاری]۔

4- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی یہاں تک کہ آپ نے اپنا پیغام مکمل طور پر پہنچا دیا اور اللہ نے آپ کو خوشنودی بخشی کہ آپ کی قیادت میں اسلامی ریاست قائم ہوئی۔

✓ کیا یہ سب اس بات کے لئے کافی دلیل نہیں کہ وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعویٰ میں سچے اور اللہ کے رسول ہیں؟

• ہم نوٹ کرتے ہیں کہ استثنا (33:2) میں جملہ "اور وہ دس ہزار مقدسین کے ساتھ آیا" کو عربی متن سے [اور وہ کوہ فاران سے چمکا] کے جملے کے بعد حذف کر دیا گیا ہے، جو سورج کے طلوع ہونے اور افق میں اس کی روشنی چمکنے کے ساتھ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سے مشابہت رکھتا ہے۔ پیدائش (21:21) میں بیان کیا گیا ہے: "اور وہ - اسماعیل - بیابان فاران میں رہا"، اور یہ مسلسل روایت سے معلوم ہے کہ اسماعیل علیہ السلام سرزمین حجاز میں رہتے تھے۔ لہذا، فاران کے پہاڑ حجاز میں مکہ کے پہاڑ ہیں، اور اس میں نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے جب آپ مکہ میں فاتح کے طور پر بغیر خونریزی کے آئے اور اس کے لوگوں کو معاف کر دیا، دس ہزار صحابہ کرام کے ساتھ۔ یہ حذف شدہ حصہ [اور وہ دس ہزار مقدسین کے ساتھ آیا] کنگ جیمز ورژن، امریکن اسٹینڈرڈ ورژن، اور ایمپلیفائیڈ بائبل میں تصدیق شدہ ہے۔

• نیز، زائرین کے بھجن میں (زبور 84:6)، لفظ (یکہ) کو عربی متن میں تبدیل کر دیا گیا ہے، تاکہ یہ واضح طور پر (مکہ) میں خانہ کعبہ کی زیارت کی طرف اشارہ نہ کرے، جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وطن ہے، کیونکہ (مکہ) کو (یکہ) کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اسے [آل عمران: 96] میں (یکہ) کے طور پر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ متن کنگ جیمز ورژن اور دیگر میں تصدیق شدہ ہے [valley of Baka]، جہاں لفظ [Baka] کے پہلے حرف کو بڑا لکھا گیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ یہ ایک خاص اسم ہے، اور خاص اسموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔

﴿برہ کرم کتاب دیکھیں﴾

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے نبی ہیں"۔

"Muhammad (Peace be upon him) Truly Is the Prophet of Allah".

■ اسلام کا اعتدال اور آفاقیت:

اسلام امن کا مذہب ہے جو سب کو اپنے دائرے میں لیتا ہے، ان کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے، اور اللہ کے تمام انبیاء پر ایمان کی دعوت دیتا ہے۔

• اسلام ہر چیز میں اعتدال کے ساتھ آتا ہے، خاص طور پر عقیدے کے معاملات میں، عیسائیت کے سب سے اہم مسئلے یعنی مسیح (علیہ السلام) کے مسئلے کو حل کرتے ہوئے۔ یہ دعوت دیتا ہے:

- مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت، ان کی پیدائش کے معجزے، اور گہوارے میں بولنے کے معجزے پر ایمان لائے کی، جو اللہ کی طرف سے ایک نشانی تھی تاکہ ان کی والدہ کو یہودیت کی طرف سے منسوب کی گئی بدکاری کے الزام سے بری کیا جائے، ان کی عزت افزائی کی جائے، اور بعد میں مسیح کی نبوت اور رسالت کو ثابت کیا جائے۔

✓ عقلی نقطہ نظر سے: یہ منطقی اور معتدل بیان ہے بغیر یہودیت کی کوتاہی کے جس نے مسیح (علیہ السلام) کے پیغام کا انکار کیا، ان پر تہمت لگائی، ان کی پیدائش کو زنا سے منسوب کیا، اور ان کی والدہ کی توہین کی اور انہیں بدکاری کا الزام لگایا، اور بغیر عیسائیت کی غلو اور مبالغہ آرائی کے جس نے انہیں الوہیت سے منسوب کیا۔

■ عقلی نقطہ نظر سے اس کی وضاحت:

• جس طرح فطرت سلیمہ اور صحیح عقل انسانی فطرت کو حیوانی فطرت کے ساتھ ملانے کی دعوت (جیسے انسان کی گائے یا دوسرے جانوروں کے ساتھ شادی) قبول نہیں کر سکتی تاکہ کوئی چیز پیدا ہو جو دونوں فطرتوں کو یکجا کرے، جیسے ایک ایسی مخلوق جو آدھی انسان اور آدھی گائے ہو، کیونکہ یہ انسان کی تنزیلی اور تحقیر ہوگی، حالانکہ دونوں (انسان اور جانور) مخلوق ہیں۔ اسی طرح، فطرت سلیمہ اور صحیح عقل الہی فطرت کو انسانی فطرت کے ساتھ ملانے کی دعوت قبول نہیں کر سکتی تاکہ کوئی چیز پیدا ہو جو الہی اور انسانی فطرت کو یکجا کرے کیونکہ یہ اللہ کی تنزیلی اور تحقیر ہوگی۔ اللہ اور انسانوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے، خاص طور پر جب کہ وہ مخلوق شرمگاہ سے پیدا ہوئی ہو، اور خاص طور پر اگر عقیدہ صلیب پر چڑھانے، قتل، اور توہین اور ذلت (جیسے تھوکنے، تھپڑ مارنا، اور کپڑے اتارنا وغیرہ) کے بعد دفن کرنے پر مشتمل ہو، تو ایسا ذلت آمیز عقیدہ عظیم خدا کے لائق نہیں۔

• یہ معلوم ہے کہ مسیح (علیہ السلام) کھانا کھاتے تھے اور قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تھی۔ یہ اللہ کے لیے موزوں نہیں کہ اس طرح بیان کیا جائے یا ایک مخلوق انسان میں حلول کیا جائے جو سوتا ہے، پیشاب کرتا ہے، رفع حاجت کرتا ہے، اور اپنے پیٹ میں گندی، نجس فضلہ رکھتا ہے۔

• جس طرح ایک چھوٹا، محدود برتن سمندروں کا پانی نہیں رکھ سکتا، اسی طرح یہ قبول نہیں کہ اللہ کو ایک کمزور مخلوق کے رحم میں رکھا جاسکے۔

• جس طرح یہ معقول نہیں کہ کوئی شخص دوسرے کا گناہ برداشت کرے، چاہے وہ اس کا باپ یا ماں ہو، اور یہ عیسائیت میں بیان کیا گیا ہے: "والدین کو ان کے بچوں کی وجہ سے موت کے گھاٹ نہ اتارا جائے، نہ بچوں کو ان کے والدین کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتارا جائے؛ ہر شخص اپنے گناہ کے لیے مرے گا" جیسا کہ (استثنا 24:16) میں ہے، اور یہ بھی "جو گناہ کرتا ہے وہی مرے گا۔ بچہ والدین کے گناہ کا حصہ دار نہیں ہوگا، اور نہ ہی والدین بچے کے گناہ کے حصہ دار ہوں گے۔ راستباز کی راستبازی ان کے حساب میں لکھی جائے گی، اور شریر کی شرارت ان کے خلاف درج کی جائے گی" جیسا کہ (حزقی ایل 18:20) میں ہے۔ یہ بھی منطقی نہیں کہ آدم کی اولاد ایک ایسا گناہ برداشت کرے جو انہوں نے نہیں کیا صرف اس لیے کہ ان کے باپ آدم نے نافرمانی کی۔ لہذا، وراثتی گناہ کا تصور خود بائبل کے بیان کی بنیاد پر

مسترد ہے، اور اس طرح کفارہ کا مسئلہ ایک عیب دار تصور ہے جو عقلی طور پر ناقابل قبول ہے۔

• فرض کریں کہ آدم کی نافرمانی (جو صرف ممنوعہ درخت سے کھانا تھا) کے لیے اللہ سے معافی کے لیے صلیب پر چڑھانا اور قتل کرنا ضروری ہے، تو پھر صلیب پر چڑھانا اور قتل خود آدم کے لیے کیوں نہ ہو جس نے گناہ کیا، نہ کہ مسیح کے لیے۔ جو ایک مبلغ، ایک صالح معلم، متقی، اور اپنی والدہ کے لیے فدائی تھے؟ نہ صرف یہ بلکہ اللہ کو صلیب پر چڑھانے اور قتل کرنے کی ضرورت کا دعویٰ، جس کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس نے انسانی شکل میں حلول کیا؟

• آدم کے بعد انسانیت کی طرف سے کیے گئے بڑے گناہوں اور نافرمانیوں کا کیا ہوگا؟ کیا اس کے لیے اللہ کو نئی انسانی شکل میں نئے سرے سے صلیب پر چڑھانے اور قتل کرنے کی ضرورت ہے؟ اگر ایسا ہے تو انسانیت کو کفارہ کے مفروضہ کردار کو ادا کرنے کے لیے ہزاروں مسیح کی ضرورت ہوگی۔

• اللہ آدم کی نافرمانی کو (جب تک کہ انہوں نے توبہ کی اور اپنی نافرمانی پر ندامت ظاہر کی) باقی گناہوں کی طرح کیوں معاف نہیں کر سکتا؟ کیا وہ اس کی قدرت نہیں رکھتا؟ یقیناً، وہ رکھتا ہے۔

• اگر مسیح کی الوہیت کا دعویٰ ان کی بغیر باپ کے پیدائش پر مبنی ہے، تو ہم آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا کہیں گے جو بغیر باپ یا ماں کے پیدا کیے گئے؟!

• اگر مسیح کی الوہیت کا دعویٰ ان کے معجزات پر مبنی ہے، تو ہم نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے بارے میں کیا کہیں گے جن کے بھی بہت سے معجزات تھے؟ کیا ان کے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کیا جاتا ہے؟! یقیناً نہیں۔

■ ایک اہم منطقی وضاحت بھی ہے:

چونکہ مسیح کی فطرت، جن کے بارے میں عیسائیت دعویٰ کرتی ہے کہ وہ الہی نجات دہندہ ہیں، یا تو فانی ہے یا لافانی، درج ذیل واضح ہے:

1. اگر مسیح کی فطرت فانی ہے: تو وہ خدا نہیں ہیں، اور اس طرح یہ دعویٰ کہ وہ بیک وقت خدا اور نجات دہندہ تھے باطل ہے۔

2. اگر مسیح کی فطرت لافانی ہے کیونکہ وہ خدا ہیں، تو وہ مرے نہیں، اور اس طرح کوئی کفارہ نہیں ہوا۔

جو ہم نے عقلی طور پر الہی اور انسانی فطرتوں کے اتحاد کے عقیدے کے بطلان کے بارے میں بیان کیا ہے تاکہ ایک ایسی مخلوق پیدا ہو جو انسانی شکل میں دونوں فطرتوں کو یکجا کرے، جیسا کہ مسیح کے معاملے میں، یہ ان چیزوں پر بھی لاگو ہوتا ہے جن کا دعویٰ دیگر معاشروں نے مختلف اوقات میں کیا ہے، جیسے ہندوستان میں کرشنا، مشرقی ایشیائی معاشروں میں بدھ، اور قدیم مصریوں میں ہورس، جن کی کہانی مسیح سے بھی پرانی ہے۔

✓ اس طرح، یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ عقیدہ قدیم اقوام کے عقائد سے مستعار لیا گیا تصور ہے۔ جو مختلف کہانیوں، افسانوں اور داستانوں کی شکل میں پیش کیا گیا۔ بغیر کسی صحیح بنیاد کے الہی وحی یا عقلی ثبوت میں۔

■ وضاحت:

○ عیسائیت مسیح (علیہ السلام) کی الوہیت کا دعویٰ کرتی ہے حالانکہ انہوں نے کبھی بھی ایک بار بھی (کسی بھی انجیل میں) واضح جملے میں یہ نہیں کہا، جیسے یہ کہنا کہ وہ خدا ہیں یا میری عبادت کرو، اور نہ ہی انہوں نے اپنے شاگردوں کو اس میں سے کچھ سکھایا۔

○ اس کے برعکس، (متی 21:11) میں بیان کیا گیا ہے کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی ہیں، درج ذیل طور پر: "[یہیٰ نے جواب دیا، "یہ یسوع ہے، نبی"] اور انہوں نے (علیہ السلام) اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ ساجدین اپنے چہروں کے بل دعا کریں

جیسا کہ (متی 26:39) میں ہے۔ وہ کس کو سجدہ کر رہا تھا؟ کیا یہ اس کے خدا کو نہیں تھا؟! یہی طریقہ اسلام میں نماز ادا کرنے کا ہے۔"

○ مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ بھی سکھایا کہ سلامتی کے سلام سے ایک دوسرے کو سلام کریں جیسا کہ (یوحنا 20:21، 26) میں ہے، جو اسلام کا سلام ہے، سلام یوں کہا جاتا ہے: «آپ پر سلامتی ہو» اور جواب ہے «اور آپ پر بھی سلامتی ہو»۔

○ بہت سے لوگ، اسلام قبول کرنے کے بعد کہتے ہیں: ہم اب پہلے سے بہتر عیسائی ہیں کیونکہ ہم مسیح کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں۔

■ ہم واضح کرتے ہیں:

○ قرآن مجید میں ایک مکمل سورت ہے جسے سورہ مریم کہا جاتا ہے، جو مسیح اور ان کی والدہ (علیہما السلام) کی عزت افزائی کرتی ہے اس طرح سے جو بائبل میں نہیں پایا جاتا۔

○ اسلام عیسیٰ مسیح اور ان کی والدہ مریم کی شان کو بلند کرتا ہے، اور لوگوں کو مسیح علیہ السلام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے باعتبار ایک نبی کریم جسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہدایت دیتا ہے کیونکہ وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اسلام کی تعلیمات کے موافق ہیں۔

﴿برہ کرم کتاب دیکھیں﴾:

"ایک عیسائی اور ایک مسلمان کے درمیان پرسکون مکالمہ۔"

"اسلام کو بطور مذہب کیوں منتخب کریں؟"

"A Quiet Dialogue Between a Christian and a Muslim."

"Why choose Islam as a religion?"

■ **اختتام میں،** چونکہ یہ پیشکش معروضی رہی ہے جو اس واضح عقل سے اتفاق کرتی ہے جو اللہ نے ہمیں دماغ عطا کیا ہے تاکہ صحیح اور غلط میں فرق کیا جا سکے اور ان خالص روحوں کی خواہشات سے اتفاق کرتی ہے جو بلند عقائد کی تمنا رکھتی ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کسی بھی شخص کے لیے جس نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور اسلام کی سچائی کے دلائل سے حق کو پہچان لیا ہے اور ابھی تک ایمان نہیں لایا:

○ آپ کو کیا چیز روکتی ہے کہ آپ اسلام کے بارے میں مخلصانہ طور پر سوچیں، اور غور کریں کہ آیا یہ آپ کو آپ کے سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے (خاص طور پر اللہ (خدا) پر عقیدے کے بارے میں جو آپ کو دیگر مذاہب میں نہیں ملتے؟؟ اس لیے کہ آپ اپنے عقائد کے لیے اور اپنے انتخاب میں حق کی تلاش کے لیے اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔

○ کیا نقصان ہے اگر میں اسلام کا انتخاب کر کے جیت جاؤں جو مجھے میرے تمام سوالات کے منطقی اور آسان جوابات فراہم کرتا ہے بغیر دماغ کو مجبور کیے کہ کسی مخصوص تصور کو اپنائے، اور میں مسیح (علیہ السلام) پر اپنا ایمان نہیں کھوتا (صحیح طریقے سے جو فطرت کے مطابق ہے اور واضح عقل اور منطقی سوچ سے متصادم نہیں) اور ان کے لیے اپنی محبت اور احترام نہیں کھوتا، کیونکہ مسیح (علیہ السلام) کا اسلام میں بلند اور معزز مقام ہے، جیسا کہ ان کی والدہ، کنواری مریم (علیہا السلام) کا ہے، اور میں کسی بھی نبی پر ایمان نہیں کھوتا؟؟

اللہ ہم سب کو بھلائی اور صحیح راستے کی ہدایت دے۔